Majallah-yi Talim o Tahqiq

مجلہ تعلیم و تحقیق

Markaz Talim o Tahqiq, Gulshan-e-Taleem,
Sector H-15, Islamabad, Pakistan

مرکز تعلیم و تحقیق، گلشنِ تعلیم، ایچ۔۱۵، اسلام آباد، پاکستان

ISSN (P): 2618-1355, **ISSN (Online):** 2618-1363

Issue 2,Vol 4,April-June,2022

شمارہ ۲، جلد ۴، اپریل—جون، ۲۰۲۲

حلال اور طیب غذا کا تصور اور انسانی زندگی پر اس کے اثرات:

دور حاضر کے تناظر میں ایک تحقیقی جائزہ

Concept of Halal and Haram Food and its effects on Human Life: A Study in a Contemporary Context

ڈاکٹر محمد غیاث[1]

ڈاکٹر شہلا ریاض[2]

Abstract:

Islam is a balanced religion which gives materialistic and spiritual guidance. It presents the concept of Halal and Haram for every sphere of life. Islam directs human being to consume Halal and Ṭayyab food which is useful for body. Halal food gives the mankind a spiritual power for doing good deed, respecting others, and a power to become a useful member of society. Islam demands from human being to do the action for which he is capable. Food is most important factor for the survival of human life, which is also very vast and attractive. With the passage of time where man has become more developed, the food industry has also ascertained new food products and food tastes. But it is important to note that no doubt man has got more successes, but this success has affected the human health and ethical values. The issues relating to Halal and Haram become more critical in current era. Therefore, there is need to be careful about Halal and Haram concept of Islam and must be observed in all matters. The current study while opting Qualitative Research method will highlight the impacts of Halal and pure things in human life. The paper will also highlight the reasons for ethical fall of young generation and some examples of illegal earning practices today in current era.

Keywords:

Halal and legal food, Haram and illegal things, Tayyab food, Source of income, effect on human life.

[1] ۔اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد

[2] ۔اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد

تمہید:

اسلام اعتدال پر مبنی مذہب ہے جس نے انسان کی مادی اور روحانی ہر لحاظ سے راہ نمائی کا انتظام فرمایا ہے۔ انسانی زندگی کے تمام شعبوں کے لیے حلال اور حرام ہونے کا تصور پیش کیا ہے اسلام میں انسان سے صرف ان اعمال کا مطالبہ کیا ہے جس کا وہ متحمل ہو سکتا ہے۔انسان کی جسمانی بقاء کے لیے غذا انتہائی اہم ہے۔اس بات سے انکار نہیں ہے کہ غذا کا شعبہ انسان کے زندگی میں بہت اہمیت کا حامل ہے اور بہت پر کشش اور وسیع ہے۔ انسان نے وقت گزرنے کے ساتھ جہاں دوسرے شعبوں میں ترقی کی ہے وہاں غذا کے شعبے میں بھی کئی نئے ذائقے اور رجحانات متعارف کرائے ہیں، لیکن اس ترقی نے جہاں انسان کو بہت ساری کامیابیاں دی ہیں، وہیں انسانی صحت اور اخلاقی قدروں کو بھی بری طرح متاثر کیا ہے۔ عصر حاضر میں غذا میں حلت اور حرمت کے مسائل موجودہ ترقی کے دور میں بہت زیادہ گھمبیر ہوتے جارہے ہیں ۔اس لیے بحیثیت مسلمان ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ دوسرے معاملات کی طرح غذا کے انتخاب میں حلال وحرام کی تمیز کی جائے۔ حلال اور حرام کے جن معیارات کو شریعت اسلامی نے بیان کیا ہے ان کو پیش نظر رکھا جائے۔اسلام نے حلال اور پاکیزہ غذا کے حصول کا حکم دیا ہے ۔مقالہ ہذا میں معیاری اصول تحقیق کے بیانیہ اسلوب کو اختیار کرتے ہوئے حلال اور پاکیزہ غذاوں کا انسانی زندگی پر اثرات کا جائزہ لیا جائے گا۔ قرآن پاک کا ترجمہ محمد تقی عثمانی کے آسان ترجمہ سے لیا گیا ہے۔یہ مقالہ نوجوان نسل کے اخلاقی زوال کی بنیادی وجہ اور موجودہ دور میں کمائی کے غیر قانونی طریقوں کی کچھ مثالوں پر بھی روشنی ڈالے گا۔

تعارف:

دین اسلام انسان کو ایک ایسا ضابطہ حیات فراہم کرتا ہے جس میں زندگی کے ہر شعبہ حیات کے بارے مکمل اصول موجود ہیں۔اسلام کی تعلیمات کا خاصہ ہے کہ اس نے ایسے اصول اور قواعد دیے ہیں جو انسان کی نہ صرف اس دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی کامیابی اور فلاح کے ضامن ہیں۔انسان چونکہ فطرتا بہت ہی جلد باز اور جذبات میں آنے والا ہے۔اپنی اسی جلد بازی اور جذباتیت میں آکر آسایشوں کے حصول کے لیے وہ حد سے بھی گذر جاتا ہے۔اسی لیے اسلام نے زندگی کے ہر شعبہ کے لیے حدود متعین کی ہیں، تاکہ ان حدود کے اندر رہ کر انسانی خواہشات کی تکمیل ہو اور انسان اخلاقی لحاظ سے بھی اعلی مقام پر فائز ہو سکے۔چونکہ رزق کا انسانی زندگی، اخلاق اور معاشرے پر گہرا اثر ہے اسی وجہ سے اسلام نے حلال رزق اور اس کو حاصل کرنے کے ذرائع تفصیلا بتائے ہیں۔اوران اصولوں پر عمل پیرا ہونے سے ایک مضبوط معاشرے کا قیام وجود میں آسکتا ہے۔ایک مستحکم معاشرے کے قیام میں خاندان کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہے، جب خاندان میں اخلاقی قدروں کا خیال رکھا جائے گا تب ہی معاشرے کو استحکام حاصل ہو گا۔

عربی لفظ حلال کے معانی جائز یا درست ہونا ہے۔اصطلاح میں اس سے مراد شریعت میں وہ رزق جسے شریعت نے جائز کیا ہو[3]۔

طیب سے مراد عمدہ، اچھا اور پاک کے ہیں اور یہ لفظ اپنی وسعت کے باعث موقع و محل کی مناسبت سے مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے جیسے قابل زراعت زمین کے لیے زمین طیب ۔اسی طرح طیب بعام سے مراد حلال غذا، حلال اور پاکیزہ عورت ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

" وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ[4]"

---

[3]۔ علی بن محمد بن علی الجرجانی، التعریفات: 124، دار الکتاب العربی۔ بیروت، طبع، 1405ھ ،ج 1، ص 24

[4]۔ القرآن، 24: 26

"پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے ہے"۔

پس طیب غذا سے مراد وہ عمدہ کھانا مراد ہے جو انسان کی طبیعت پر گراں نہ گزرے اور جس سے کراہیت کا احساس پیدا نہ ہو۔ مزید یہ کہ اس میں ایسے عناصر نہ پائے جائیں جو انسان کے جسم اور دماغ کو کوئی نقصان پہنچانے والے ہوں۔ لہذا ایسی پاک اور عمدہ غذا جو جائز طریقے سے کمائے ہوئے مال سے حاصل کی ہو وہ حلال وطیب ہے۔

حلال اور پاکیزہ رزق کی اہمیت قرآن پاک کی روشنی میں

اللہ تعالی نے اس کائنات بالخصوص روئے زمین کی اشیاء کو مسخر کر کے اس میں زندگی گذارنے والوں کے لیے بنیادی ضروریات کے تمام لوازمات پیدا کر دیئے ہیں۔ جس کو حاصل کرنے کے لئے انسان کوششیں کرتا ہے اور اس کائنات سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ قرآن میں اللہ فرماتا ہے۔

"سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْه"[5] "آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے، اس سب کو اس نے اپنی طرف سے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے"[6]

ایک اور جگہ فرمایا:

"اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِه" [7] کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے زمین کی ساری چیزیں تمہارے کام میں لگا رکھی ہیں، اور وہ کشتیاں بھی جو اس کے حکم سے سمندر میں چلتی ہیں؟"

جو اشیاء اللہ تعالی نے زمین میں پیدا کی ہیں ان میں زیادہ تر حلال ہیں۔ ارشاد ہے:

"هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا"[8] وہی ہے جس نے زمین میں جو کچھ ہے موجود ہے تمہارے لئے پیدا کیا"۔

فقہاء کرام کا اشیاء کی اصل نوعیت کے بارے عام قاعدہ یہ ہے کہ ان کو حلال ہی سمجھا جائے جب تک صریح دلیل سے اس کی حرمت ثابت نہ ہو جائے۔

"الأصل في الأشياء الإباحة حتى يدل الدليل على التحريم"[9] حلال اور حرام ٹھہرانا صرف اللہ کا اختیار ہے"۔

اللہ تعالی کی ذات کو ہی یہ اختیار ہے کہ چیزوں کو حلال یا حرام ٹھہرائے، جیسا کہ سورہ یونس آیت نمبر ۵۹ میں ارشاد باری تعالی ہے کہ:

"قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ [10]" کہہ دو: بھلا بتاؤ کہ اللہ نے تمہارے لیے جو رزق اتارا ہے تو تم نے اس میں سے خود ہی حرام اور حلال بنالیا ہے، تم بتلاؤ کہ کیا اللہ تعالی نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے یا تم اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو؟"

---

[5]۔ القرآن ۴۵:۱۳

[6]۔ آسان ترجمہ قرآن، ترجمہ، محمد تقی عثمانی (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، ۲۰۱۱)، القرآن، ۴۵:۱۳۔

[7]۔ القرآن ۲۲:۶۵

[8]۔ القرآن ۲:۲۹

[9]۔ جلال الدین السیوطی، الاشباہ والنظائر، ج:۱ (قاہرہ مصر: المکتبۃ التوفیقیہ، ۲۰۱۲)، ص:۱۲۵۔

[10]۔ القرآن، 10: 59

حلال اور پاکیزہ رزق کی اہمیت احادیث مبارکہ کی روشنی میں

نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ رزق حلال کی تلقین کی اور حلال ذرائع سے روزی کمانے والے کو پسند کیا۔ حلال رزق کو فرض عبادت کے بعد اہم کام قرار دیا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ دَاوُدَ. عَلَيْهِ السَّلاَمُ. كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ'[11]

کسی کے لیے بھی اس کے ہاتھ کی کمائی کے کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں ہے۔ اور یہ کہ اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے''۔

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے بھی حلال روزی کمائی اور اسے اپنے آپ پر خرچ کیا یا اللہ کی مخلوق کو اس میں سے کھلایا یا اسی روزی سے کسی کو کپڑے پہنائے تو یہ اس کے لیے زکوۃ (پاکیزگی و طہارت) کا باعث بنے گا[12]۔

ایک مرتبہ شدید گرمی کے موسم میں رسول ﷺ روزے سے تھے تو حضرت اُم عبداللہ (حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی بہن) نے آپ ﷺ کے لیے دوھ کا ایک پیالہ بھیجا جو آپ ﷺ نے دودھ واپس بھجوادیا کہ پہلے معلوم کیا جائے کہ یہ دودھ کہاں سے حاصل کیا گیا ہے؟ اس پر حضرت اُم عبداللہ نے کہا کہ انہوں نے اپنی بکری سے یہ دودھ حاصل کیا ہے تو آپ ﷺ دوبارہ واپس بھیجوادیا کہ پہلے معلوم ہو کہ انہوں نے اس بکری کو کہاں سے حاصل کیا؟ جس پر بتایا گیا کہ یہ بکری انہوں نے خریدی ہے اب کی دفعہ آپ ﷺ نے وہ دودھ پیا۔ حضرت اُم عبداللہ کے بعد میں دودھ نہ پینے کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رسولوں کو پاکیزہ چیزیں کھانے کا حکم ہے[13]۔

حدیث مبارکہ میں بھی آیا ہے:

''الْحَلاَلُ مَا أَحَلَّ اللهُ فِي كِتَابِهِ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللهُ فِي كِتَابِهِ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ ''[14]

''حلال وہی ہے جس کو اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا ہے اور حرام وہی ہے جس کو اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں حرام قرار دیا ہے اور جن چیزوں کے بارے میں خاموشی اختیار کی وہ معاف ہیں''۔

لہذا حلال صرف وہی چیزیں ہیں جن کو اللہ تعالی نے حلال گردانہ ہے ،اور جسے اللہ تعالی حرام کہہ دیں وہ حرام ہے۔ پس ثابت ہوا کہ حلال اور حرام کا اختیار اللہ تعالی کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے۔

قرآن میں مذکور حلال اشیاء اور ان کا انسانی زندگی پر اثر

انسان کو اللہ تعالی نے احسن التقویم کے سانچے میں ڈال کر اشرف المخلوق کا درجہ دیا ہے، جس کا تقاضا ہے کہ انسان اپنی خواہشات پر قابو رکھے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے اس رتبے سے گر کر اور انسانی حدود و قیود سے نکل کر ایک بے قابو جانور کی طرح اپنی خواہشات نفس پر چلنا شروع کر

11۔ محمد بن اسمائیل بخاری، صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۲۰۷۲

12۔ ابن حبان، صحیح ابن حبان، ط: ۲ (المکتبہ الاسلامیہ: ۱۴۱۴) ص: ۴۸۔

13۔ مستدرک، جلد، ۴، ۱۴۰

14۔ ابو عیبی محمد بن عیسی الترمذی ، سنن الترمذی، (قاہرہ: مطبعۃ المصطفی البابی الحلبی)، حدیث نمبر: ۱۷۲۶

دے،اور پھر اللہ کی پکڑ میں آجائے۔اسلام کی تعلیمات انسانی فطرت کے مطابق اور ہم آہنگ ہیں۔ حتی کہ وہ لوگ جو ایمان کی دولت سے بہرہ ور نہیں ان کو بھی قرآن میں بہت سے مقامات پر حلال اور طیّب رزق کھانے کی طرف راغب کیا گیا ہے۔ انسانی جسم کے بقا کے لیے غذا بہت ضروری ہے اور اس کا اثر انسان کے اخلاق اور صحت پر ہوتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ پاک اور حلال غذا کا استعمال کیا جائے۔فرمان تعالیٰ ہے:

"یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا"[15]

''اے لوگو! زمین میں جو حلال پاکیزہ چیزیں ہیں وہ کھاؤ''

جسم اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے،اور اللہ کی امانت ہے،اور اس کی سالمیت کا دارومدار اس پر ہے کہ ان اللہ کے احکامات کہ پیروی کی جائے،ان چیزوں کو استعمال کیا جائے جن کا اختیار کرنے کا کہا گیا ہے اور حرام اور ناپسندیدہ قرار دی گئی چیزوں سے بچا جائے۔اللہ تعالی نے کچھ اشیاء کو حلال، پاکیزہ اور بعض کو حرام اور ناجائز قرار دیا ہے۔ وہ تمام جانور جو انسانی صحت کے لیے مضر ہیں، ان کو حرام قرار دیا گیا ہے اور ان کے کھانے سے ممانعت کی گی ہے۔تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی انسان نے فطرت کے خلاف کوئی کام کیا ہمیشہ تباہی سے دوچار ہوا اور بڑی بڑی قوتیں اللہ کی طاقت کے سامنے ڈھیر ہو گئیں ہیں۔

حلال اور پاکیزہ اشیاء کے استعمال کے پس پشت دراصل خدائے واحد کا عطا کردہ وہ بنیادی فلسفہ پوشیدہ ہے جس میں انسان کی ترقی، نجات اور کامیابی کا راز مضمر ہے۔اسی لیے حلت و حرمت کے احکامات دیے گئے ہیں۔

حلال غذا اللہ تعالی کی اطاعت کا ذریعہ ہے:

رزق حلال انسان کو اللہ تعالی کی اطاعت و بندگی کی طرف راغب کرتا ہے۔ تقوی اور پرہیز گاری کا اہم پہلو یہ ہے کہ انسان اللہ کی نافرمانی سے بچ جائے۔حرام رزق نافرمانی کے کاموں میں سے ہے۔حدیث مبارکہ میں ہے:

"يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ أَمِنَ الْحَلَالِ أم من الْحَرَام"[16] لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جب آدمی یہ پروا نہیں کرے گا کہ وہ جو کچھ حاصل کر رہا ہے وہ حلال ہے یا حرام''

حلال اور پاکیزہ غذا کو اپنانے والا اپنے ربّ کا شکر گزار بن کر رہتا ہے ارشادِ باری تعالی ہے کہ:

كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ "[17]'' جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں انہیں کھاؤ پیو اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو''

حلال غذا برکت کا باعث ہے:

سورۃ مائدہ آیت نمبر ۱۰۰ میں ارشاد ربانی ہے:

"قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِیْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"''اے رسول لوگوں سے) کہہ دو کہ ناپاک اور پاکیزہ چیزیں برابر نہیں ہوتیں، چاہے تمہیں ناپاک چیزوں کی کثرت اچھی لگتی ہو۔لہذا اے عقل والو اللہ سے ڈرتے رہو، تاکہ

---

[15]۔القرآن ۲:۱۶۸

[16]۔بخاری، صحیح بخاری، کتاب البیوع، حدیث نمبر ۲۰۵۹۔

[17]۔القرآن ۲:۱۸۲

تمہیں فلاح حاصل ہو''

مفسرین نے بیان کیاہے کہ ناپاک چیز سے نفع اور برکت ختم کردی جاتی ہے، جب کہ اس کے برعکس پاکیزہ چیز میں ان دونوں رحمتوں کا وجود پایا جاتا ہے۔ حلال روزی میں برکت و نفع سے مراد اس میں فائدہ اور نعمت کی فراوانی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

"يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ"[18]

''لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کون سی چیزیں حلال ہیں؟، کہہ دو کہ تمہارے لیے تمام پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں''

اس آیت کریمہ میں رسول ﷺ کو مخاطب کر کے کہا گیا کہ وہ لوگ جو آپ سے حلال کے بارے میں سوال کرتے ہیں ان کو بتا دیں کہ تمام پاکیزہ چیزیں حلال بھی ہیں اور برکت والی بھی ہیں۔ یعنی وہ غذا جو انسان کی طبع سلیم کو بری نہ لگیں، اور طبع سلیم لوگوں کی غذا کی مثال اصحابِ کہف کا واقعہ ہے۔ جب وہ لوگ اللہ کے حکم سے ۳۰۰ نیند کے بعد جب جاگے اور انھوں نے بھوک محسوس کی تو غذا کی تلاش کے لیے خیال رکھا کہ (ازکیٰ طعاماً) پاکیزہ اور عمدہ کھانا تلاش کر کے لایا جائے جیسا کہ سورہ کہف آیت نمبر ۱۹ میں بیان ہے:

"فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ"

''اب اپنے میں سے کسی کو چاندی کا یہ سکہ دے کر شہر کی طرف بھیجو، وہ جا کر دیکھ بھال کرے کہ اس کے کون سے علاقے میں زیادہ پاکیزہ کھانا (مل سکتا) ہے۔''

یہ تمام آیات بیان کرتی ہیں کہ انسان کو حلال اور پاکیزہ چیزوں کے کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ حلال وطیّب غذا انسان کی صحت، تندرستی اور توانائی کا باعث ہے نیز اس سے انسان ذہنی اور روحانی طور پر اطمینان اور آسودگی بھی حاصل کرتا ہے۔ حرام اور غیر طیب سے جہاں انسان بہت سی جسمانی بیماریوں کا شکار ہوتا ہے، تو دوسری طرف ذہنی انتشار اور اخلاقی پراگندگی سے بھی دوچار ہوتا ہے۔ اس لیے روزی کے حلال یا حرام ہونے میں فرق کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ رزق حلال شرافت، عزت اور وقار کی علامت و دلیل ہے۔ عصر حاضر کی تحقیق سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کی میں حلال کردہ چیزیں انسان کہ صحت کے لیے بہت فائدہ مند ہیں، لیکن اس کے برعکس وہ تمام حرام ناپاک اور نجس غذائیں جن سے قرآن وسنّت نے منع کیا ہے ان کے مضر اثرات اور نقصانات بھی آج مختلف وائرس کی صورت میں عیاں ہو چکے ہیں جس کی وجہ خدائی قانون سے روگردانی ہے، اور اس کی حرام کردہ اشیاء کا اعلانیہ استعمال ہے جس سے پوری دنیا دوچار ہے۔

اعمال صالحہ کا دارومدار حلال رزق پر ہے:

حلال رزق نیک اور صالح اعمال کا ذریعہ ہے، جس سے انسان کو نیک اعمال کرنے کی توفیق ہوتی ہے[19]۔ جب بھی رزق کی تلاش کی بات آتی ہے، تو اہل ایمان کا شعار حلال، طیب اور پاکیزہ رزق کہ تلاش پہلی ترجیح رہا ہے۔ غذا جس قدر حلال، طیب اور پاکیزہ ہو گی انسان اتنے یہ نیک اعمال کرے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالی سورہ المومنون آیت نمبر ۵۱ میں رسولوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ"

---

[18]۔ القرآن ۵:۴

[19]۔ محمد فیاض عالم قاسمی، حلال رزق کی اہمیت اور امت کی ترقی کے تقاضے، (بصیرت آن لائن، ۲۰۲۱)۔

" اے رسولوں! نفیس چیزیں کھاؤاور نیک عمل کرو"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک ہر رسول کو اُن کے زمانے میں رزقِ حلال کھانے اور نیک اعمال کرنے اور اس کے ساتھ تمام انسانوں کو قیامت تک حلال رزق کے حصول کا پابند کر دیا جس کا مقصد ایک تو حلال رزقِ اور اعمالِ کی اہمیت اُجاگر کرنا ہے۔ چونکہ نبی اور پیغمبر ہر قوم کے لیے نمونہ اور مشعل راہ ہوتا ہے اس لیے ان کو حلال روزی کا حکم دینے کا دوسرا بڑا مقصد امت کو اعمال صالحہ کی طرف راغب کرنا ہے۔

لہذا ثابت ہوتا ہے کہ حلال اور طیب غذا کھانے سے انسان کو اعمال صالح، تقویٰ اور طہارت کا حصول ممکن ہوتا ہے۔ حلال رزق جیسی دولت حاصل ہونے کے بعد انسان کو کسی چیز کی پروا نہیں ہوتی۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ امانت کی حفاظت، بات میں سچائی، اچھے اخلاق اور کھانے میں پاکیزگی (یعنی رزق حلال ایسی خصوصیات ہیں کہ جب یہ تمہارے اندر ہوں گی تو تجھے کوئی نقصان نہیں ہو گا چاہے تم سے دنیا فوت بھی ہو جائے [20]۔

حلال رزق کھانے والے کی دعا قبول ہوتی ہے

قبولت دعا کے لیے اہم شرط حلال کھانا ہے اور اگر دعا کرنے والے کا کھانا، پینا حلال نہیں پھر ایسے شخص کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ حدیث میں ایسے ہی ایک شخص کا ذکر آیا ہے:

"ثم ذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمد يديه إلى السماء : يا رب يارب، ومطعمه حرام، ومشربه حرام، وملبسه حرام، وغذي بالحرام فأنى يستجاب لذلك!؟"[21] "نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کا ذکر فرمایا جو بہت طویل سفر طے کر کے آتا ہے، اور اس سفر کی وجہ سے اس کا چہرا اور لباس گرد آلود ہوتا ہے، اور وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر کہتا ہے۔ اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے۔ اس کا پینا حرام ہے۔ اس کا لباس حرام ہے۔ حرام ذرائع سے اس کی پرورش ہو رہی ہے تو پھر ایسے شخص کی دعا کیسے قبول کی جائے"۔

حرام رزق اور حرام ذریعہ سے کمایا ہوا رزق دونوں اللہ کے نزدیک غیر مقبول اور مستحق عذاب ہے۔ انسان کے لباس، کھانے، پینے کے حرام ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس نے حرام ذرائع سے اپنی روزی کمائی الهذا دعا کے قبول ہونے کی اہم شرط ہے کہ رزق حلال ہو اور حلال ذریعے سے کمایا ہوا ہو۔ حضرت سعد بن ابی وقاص □ نے ایک مرتبہ حضرت محمد ﷺ سے پوچھا کہ کیا عمل کیا جائے کہ سب دعائیں قبول ہو جائیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کھانا پینا حلال رکھو، تو مستجاب الدعوات بن جاؤ گے۔ تمہاری ہر دعا قبول ہونے لگے گی۔ چنانچہ ان کی دعائیں بہت زیادہ قبول

---

[20] مسند احمد 6652, متدرک، ج4، ص349

[21]۔ امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، حدیث نمبر: ۱۰۱۵

ہوتی تھیں، لوگوں کے سوال پوچھنے پر انہوں نے جواب دیا کہ میں کوشش کرتا ہوں کہ حرام کا لقمہ میرے پیٹ میں نہ جائے[22]۔ وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ دعا کی قبولیت کے لیے اپنا رزق حلال اور پاک رکھا جائے[23]

رزق حلال جنت کے حصول کا ذریعہ ہے

حلال اور حرام میں فرق جنت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

”عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: "أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه و سلم فَقَالَ: أَرَأَيْت إذَا صَلَّيْت الْمَكْتُوبَاتِ، وَصُمْت رَمَضَانَ، وَأَحْلَلْت الْحَلَالَ، وَحَرَّمْت الْحَرَامَ، وَلَمْ أَزِدْ عَلَى ذَلِكَ شَيْئًا؛ أَأَدْخُلُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: نَعَمْ“[24]

”جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا میں اگر فرض نمازوں کو ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور حلال کو حلال سمجھوں اور حرام کو حرام، اس سے زیادہ کچھ نہ کروں تو جنت میں جاؤں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں “

حلال اور پاکیزہ رزق سے خاندان میں استحکام پیدا ہوتا ہے:

انسان کی زندگی پر غذا کے حلال اور حرام ہونے کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ اسی لیے قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں بار بار رزق حلال کی تاکید کی گئی ہے، کیونکہ رزق کا اثر ماں کے پیٹ سے ہی یعنی انسان کی پیدائش سے پہلے شروع ہو جاتا ہے۔ ہر حاملہ ماں کی غذا میں بچے کا حصہ بھی شامل ہوتا ہے اور یہی غذا بعد میں انسان کی تربیت پر اثر انداز ہوتی ہے۔ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے:

”لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِّيَ بالحرامِ“[25] ”اللہ نے جنت پر حرام کیا کہ اس میں ایسا جسم داخل ہو جو حرام غذا سے پرورش پایا ہو“

اس لیے باپ کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کو پاکیزہ اور صالح بنانے کے لیے حلال اور طیب روزی کا بندوبست کرے۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو تعلیم دی کہ ماں کے رحم سے ہی بچوں کی تربیت کرو۔

صحابی کے سوال کہ جو بچہ ابھی دنیا میں آیا ہی نہیں اس کا خیال کیسے رکھا جا سکتا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بچے کو ماں کے رحم میں ہی حلال روزی فراہم کرو۔ کیونکہ اگر باپ کے نطفہ میں حرام مال ہو یا ماں کی غذا میں تو اس کا اثر بچے کی بھی ہو گا اور اس صورت میں شیطان بھی اس بچے میں حصہ دار ہوتا ہے۔

جب ماں باپ اپنی اولاد کو حلال کا لقمہ کھلائیں گے، تو اس کا اثر نہ صرف اولاد کی جسمانی نشوونما پر ہو گا، بلکہ ان کی روحانی صلاحیتوں پر بھی اثر ہو گا۔ حلال غذا سے صالح اولاد پروان چڑھے گی جو نہ صرف اپنے ماں باپ کی فرماں بردار ہو گی بلکہ باقی تمام بزرگوں کی عزت اور احترام کرے گی، جس سے خاندان کا نظام مضبوط ہو گا۔ نبی ﷺ نے اس شخص کو خوش قسمت کہا کہ جس کی سعادت کی بنیاد شکم مادر ہی میں رکھی گئی ہے اور

---

[22] ابی قاسم سلیمان بن احمد الطبرانی، المعجم الأسط، تحقیق: طارق بن عوض اللہ بن محمد، عبد المحسن بن ابراہیم، ج:٦ (دار الحمین للطباعۃ النشر والتوزیع، ١٤١٥ھ) حدیث نمبر ٦٤٩٥۔

[23] ۔ http://algazali.org/index.php?threads/8640 ۔ محمد یوسف صدیقی، قبولیت دعا کی شرطیں، (الغزالی آن لائن، ٢٠١٥)

[24] ۔ مسلم، صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث نمبر ١٥٠۔

[25] ۔ مشکوۃ المصابیح، کتاب البیوع، حدیث نمبر، ٢٧٨٧۔

بدبخت وہ شخص ہے کہ جس کی شقاوت کی بنیاد اس کی ماں کے پیٹ ہی میں رکھی گئی ہو لہذا ثابت ہوتا ہے کہ جو غذائیں انسان کو شروع سے ہی ماں کے رحم میں دی جاتی ہیں وہ بچے کی سعادت و شقاوت پر بہت زیادہ اثرانداز ہوتی ہیں ۔

کیونکہ حرام رزق سے پرورش پانے والا جسم، خون بھی حرام ہے اور حرام غذا ، پسماندگی، ندامت اور دیگر مختلف عوامل پیدا کرتی ہے، جس سے انسان بہت سی اخلاقی برائیوں جیسا کہ والدین کی نافرمانی، بزرگوں کی عزت نہ کرنا، برے کاموں کی طرف رغبت، بے ضمیر اور بے حس ہو جانا وغیرہ کا شکار ہو جاتا ہے اس لیے حلال رزق تقویٰ کی پہلی سیڑھی ہے۔ اولاد انسان کے لیے زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی صدقہ جاریہ ہوتی ہے۔ لہذا جب رزق حلال کھلانے سے اولاد فرماں بردار اور والدین کے لئے راحت کا سبب بنے گی اور اس کی روح اور ضمیر مطمئن ہو گی۔

رزق حلال سے اچھے اخلاق پیدا ہوتے ہیں

رزقِ حرام اور سے انسان کے اخلاق و کردار پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ انسان جسمانی اور روحانی دونوں اعتبار سے اخلاقی انحطاط اور ذہنی پراگندگی کا شکار ہو جاتا ہے۔ حلال اور پاکیزہ رزق شرافت، عزت اور وقار کی علامت ہے اس سے انسان کے اندر صبر، شکر، حلم، بردباری، جیسے اخلاق حسنہ پیدا ہوتے ہیں۔ حلال رزق انسان میں تواضع اور قناعت جیسی خوبیاں جنم لیتی ہیں جس کے بعد وہ دوسروں کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا۔ یہی وجہ ہے کہ رزق حلال سے عزت کی حفاظت، دین کی سلامتی، نگاہوں کا وقار رہتا ہے

عصر حاضر میں اخلاقی برائی کی وجہ

اسلام دین کامل ہے جس نے انسان کو مکمل ضابطہ حیات فراہم کیا ہے اور حلال و حرام سے متعلق واضح احکامات بیان کیے گئے ہیں۔ حلال اور حرام کو بیان کرنے کے ساتھ ان کے انسانی زندگی پر اثرات کو بھی واضح کیا ہے لیکن ان احکامات کو جاننے کے بعد اگر انسان راہ حق سے بھٹک جائے تو یہ قانون الٰہی سے روگردانی ہے۔ خدائی حدود کی خلاف ورزی کی سزا کے بارے میں ارشاد ہے:

"ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ"[26] "خشکی اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا ہے، اس لیے تا کہ انہیں ان کے بعض کرتوتوں کا پھل اللہ تعالیٰ چکھا دے بہت ممکن ہے کہ وہ باز آجائیں"

شیطان انسان کو راہ الٰہی سے منحرف کرنے کے لیے بہت سے حیلوں کے ذریعے آزماتا ہے۔ جن میں موثر اور آسان حیلہ اور حربہ انسان کے لیے رزق کو حرام و نجس کرنا ہے، کیونکہ حرام لقمہ کے ساتھ شیطان کے قدم بھی گھر میں آجاتے ہیں جو انسان کے وجود اور زندگی کو اخلاقی برائیوں کی طرف لے جاتے ہیں۔

عصر حاضر میں نوجوان نسل کی اخلاقی پستی کی بڑی وجہ لقمہ حلال کی بالکل پروا نہ کرنا ہے ۔ آج کی نوجوان نسل دنیا پرستی میں اتنی مگن ہے کہ رزق کے حصول کے لیے حلال و حرام کی پرواہ نہیں کرتی۔ حرام ذرائع سے رزق کمانے کو بھی برا خیال نہیں کیا جاتا ہے۔ حدیث ابو ہریرہ ہے:

26۔ القرآن ۳۰:۴۱

"" بَادِرُوا بِالأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا أَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا"[27] "''ان فتنوں سے پہلے جو تاریک رات کے حصوں کی طرح ہوں گے نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو۔(ان فتنوں میں) صبح کو آدمی مومن ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو مومن ہوگا تو دن کو کافر، اپنا دین دنیاوی سامان کے عوض بیچتا ہوگا''

مزید برآں دولت حاصل کرنے کے لیے ہر جائز و ناجائز طریقوں کا استعمال کیا جاتا ہے جو انسان کو اخلاقی پستی کو طرف لے جا رہا ہے۔ماں باپ کے فرائض میں ہے کہ وہ اولاد سے اس کی روزی کا ذریعہ بھی معلوم کریں۔ جیسا کہ سورہ ال عمران میں بیان ہوتا ہے کہ جب حضرت مریم کے پاس ان کے والد تازہ پھل دیکھتے تو پوچھتے کہ "وَقَالَ يٰمَرۡيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَاۗ قَالَتۡ هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ"

''(زکریا نے) سوال کیا، اے مریم! یہ تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یہ اللہ کی طرف سے ہے''

مشہور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ مولانا اشرف علی تھانوی ریلوے کے سفر کے لیے اپنے سامان کا وزن کراتے تھے اگر سامان زیادہ ہوتا اس کے لیے ج اضافی رقم ادا کرتے تھے۔ایک دفعہ اسٹیشن پہنچے اور اپنا سامان لے کر وزن کروانے والی لائن میں کھڑے ہوگے۔اتفاق سے ٹکٹ کلکٹر نے پہچان لیا اور کہا کہ سامان کا وزن نہ کروائیں میں آپ کے ساتھ ہی جا رہا ہوں۔اس پر مولانا اشرف علی تھانوی نے پر چھا کہ آپ کہاں تک جائیں گے تو اس نے کہا فلاں اسٹیشن تک، اس کے بعد دوسرے گارڈ کو میں آپ کا بتادوں گا۔اس دفعہ پھر مولانا اشرف علی تھانوی نے پوچھا کہ یہ بندہ کہاں تک جائے گا، تو اس نے بتادیا آپ کے اسٹیشن کے بعد۔اب کی دفعہ مولانا اشرف علی تھانوی نے کہا کہ میرا سفر تو آخرت تک کا ہے، وہاں تک وہ ساتھ جائے گا کیا؟ اب کی بار اس ٹکٹ کلکٹر کے پاس کوئی جواب نہ تھا[28]۔

غذا انسان کے جسم میں جا کر دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔اس کا مادی حصہ معدے اور انتڑیوں میں چلا جاتا ہے اور طاقت اور توانائی فراہم، خون بنانے کا کام کرتا ہے۔اس کا دوسرا پہلو جو حلال کا ہوتا ہے، جس کے پیچھے جھوٹ نہیں بولا تھا، کوئی کمی بیشی نہیں کی تھی۔ قیمت صحیح وصول کی تھی۔ حلال ذرائع سے کمائی تھی۔ حرام کی آمیزش نہیں تھی۔ دھوکہ دہی نہیں تھی۔ فرح شناسی کے ساتھ کام کیا تھا۔ یہ سب امور اس کو حلال بنا رہے ہیں۔اولاد کی جسمانی غذا کے ساتھ ساتھ روحانی غذا کا خیال رکھنا بھی ماں باپ پر فرض ہے۔

حرام روزی کمانے کی چند معاصر مثالیں:

ایک بات بہت قابل غور ہے کہ حرام کے تصور کو صرف رشوت، ناجائز کاموں، چوری، ڈاکہ وغیرہ تک سمجھا جاتا ہے۔ حلال کسی علیحدہ چیز کا نام نہیں کہ جس کو اٹھا کر دیکھا دیا جائے ایک ہی دفتر میں ایک شخص پوری محنت اور تن دہی سے کام کر رہا ہے جب کہ اسی دفتر میں دوسرا شخص وقت کا ضیاع کر رہا ہے۔اپنے فرض کو ادا کرنے میں کوتاہی برت رہا ہے۔لوگوں کو تنگ کر رہا ہے وہ حرام کی روزی کھا رہا ہے۔ کسی کام کی اجرت لی جائے اور اس کو پورا نہ کیا وہ اجرت حرام ہے، کسی حاجت مند کی حاجت پوری نہ کی، دھوکے سے کوئی کام کروالیا، تو اس کی روزی حلال نہیں ہے۔ اس روزی سے وہ جو کھانا کھائے گا، جو لباس پہنے گا، جو مشروب پیئے گا، وہ اندر اندھیرا پیدا کرے گا جس سے اس کا اخلاق پست ہوگا۔اللہ سے تعلق ختم

---

[27] امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث نمبر ۱۱۸

[28] https://ummat.net/today-newspaper/2018/11/29/36349/۔

ہوگا، عبادت کا ذوق ختم ہوگا، توکل ختم ہوگا، بندگی کا رشتہ آہستہ آہستہ ختم ہوگا۔ اور اندر کی یہ تاریکی انسان کو باہر سے بھی تاریک کر دیتی ہے اور اس کو حیوانیت کی طرف لے جاتی ہے۔

دنیا میں انسان کی حیثیت میں ایک مسافر جیسی ہے، جو کچھ وقت کے لیے ہے۔ دائمی اور ہمیشہ رہنے والی آخرت کی زندگی ہے جس کے لیے انسان کو تیاری کرنی ہے لہذا ضروری ہے کہ اللہ کے احکامات اور بتائی گئی حدود کی پیروی کرنا لازم ہے۔ اگر وہ ان احکامات کی پیروی کرتے ہوئے اپنے لیے درست راستہ اختیار کرے گا تو کامیاب زندگی گزارے گا۔

عصر حاضر میں حرام کمائی کے حیلے:

عصر حاضر میں حیلے بہانے سے سود جیسی لعنت کو جائز قرار دینے کی مختلف تاویلیں اور صورتیں اختیار کی جا رہی ہیں۔ مثلاً بینک کے انٹرسٹ اور عربی زبان کے ربا میں فرق ہے، اور یہ کہ دور قدیم میں سود کی حرمت کی وجہ قرض دار کو اس چنگل سے بچانا مقصود تھا، جس میں وہ قرض واپس نہ کر سکنے کی صورت میں پھنس جاتا تھا جب کہ آج کل بینک کا نظام مختلف ہے، اس میں نقصان کے پہلو کم ہیں وغیرہ۔ مروجہ بینکاری میں مرابحہ اور اجارہ بھی حیلے ہیں، کیونکہ اسلام میں بینکاری کی بنیاد مشارکۃ اور مضاربۃ ہیں۔[29] لیکن یاد رہے شرعی احکامات کی بنیاد علت ہے نہ کہ حکمت، حرام اشیأ کی حرمت نام بدل دینے سے ختم نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ نے اس طرف اشارہ کیا تھا کہ میری امت کا ایک طبقہ شراب کو دوسرے ناموں سے حلال کرے گا[30]۔ حضرت موسیٰ اشعری سے روایت ہے:

"لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا"[31] میری امت کے کچھ لوگ خمر پیئیں گے اور اس کا نام کچھ اور رکھ لیں گے"

اسی طرح ہاوس فنانسنگ، یعنی بینک سے گھر خریدنا بھی انہی حیلوں میں شامل ہے، کیوں کہ ان معاہدوں میں دو معاہدے ایک ہی وقت میں وقوع پذیر ہوتے ہیں[32]۔ ایک معاہدہ بیع کا جس میں اقساط کی صورت میں ادائیگی خریدنے والے پر لازم ہوتی ہے اور دوسرا معاہدہ اجارہ کا ہوتا ہے، جس کی رو سے بینک خریدنے والے سے کرایہ کی مد میں بھی رقم وصول کرتا ہے، اس لیے ایک وقت میں دو معاہدے ہوتے ہیں جن سے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے

حدیث مبارکہ ہے:

"نهى رسول الله ﷺ عن بيعتين في بيعة"[33] رسول اللہ ﷺ نے ایک بیع میں دو بیع سے منع فرمایا"

الغرض کوئی بھی حربہ، حیلہ، تادیل حرام کو حلال نہیں کر سکتی۔

[29]۔ دار الإفتاء، (کراچی: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاون، ۱۴۲۹)

[30]۔ أنور الدین علی بن ابی بکر الھیثمی، بغیۃ الرائد فی تحقیق مجمع الزوائد ومنبع الفائد، تحقیق، عبداللہ الدرویش، کتاب الاشربہ، ج،۵ (دار الفکر والنشر والتوزیع، ۱۹۹۴)

[31]۔ ابوداود، سنن ابی داود، حدیث نمبر: ۳۶۸۸۔

[32]۔ محمد تقی عثمانی، اسلامی بینکاری کی بنیادیں، (میصل آباد: جامعہ اسلامیہ امدادیہ، ۱۴۲۸) ص ۲۳، ۲۲۔

[33]۔ ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی، سنن ترمذی، باب البیوع، حدیث نمبر: ۱۲۳۱۔

نتائج:

اللہ تعالیٰ انسانوں کے ساتھ نہایت شفیق ہے،اوران کے جسم اورروح کی بقاکی خاطر غذاکی اہمیت اور حصول رزق کے طریقوں سے بھی آگاہ کرتاہے۔اوران کو حلال اور طیّب رزق کھانے کا حکم اور ترغیب دیتاہے۔کیونکہ جسم اللہ کی امانت ہے اور حرام اور ناجائزرزق انسان کو ہلاک کر دیتاہے اس لیےانسان کوتاکید کی گئی کہ وہ شیطان کے بہکاوے میں آکراپنےآپ کو جسمانی اور روحانی طور پر تباہ نہ کرنا کیوں کہ شیطان کو انسان کاسب سے بڑادشمن کہاگیاہے۔۔حلال وپاکیزہ غذائیں،حرام وناپاک غذاوں کے انسانی صحت اور زندگی پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ حلال رزق انسان کو گناہ سے بچاتاہے،قبولیت دعاکاذریعہ بنتاہے،اللہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے،اعمال صالحہ کی توفیق ملتی ہے،خاندان مستحکم ہوتا ہے،اولادنیک اور فرماں بردار ہوتی ہے۔ اس سے نہ صرف انسان کی انفرادی زندگی میں نکھار اور سکون آتاہے،بلکہ اجتماعی طور پر معاشرے میں سکون پیداہوتاہے۔اس کے برعکس حلال وپاکیزہ غذائیں صحت مند زندگی کاموجب ہیں۔ اسی لیےاسلام نے حرام اور ناپاک غذاکو ہلاکت،تباہی اور بہت سے امراض کا باعث قرار دیاہے۔آج کل نوجوان نسل اخلاقی برائی میں اس لیے مبتلاہے اس کی ایک بڑی وجہ حلال اور حرام کی تمیز کاختم ہونا ہے۔ دور حاضر میں حرام روزی کو حلال ثابت کرنے کے لیے حیلے حربے،نئی نئی تاویلیں گھڑی جارہی ہیں ان سب کاواحد حل اسلامی تعلیمات ہیں۔جس پر گامزن ہوکرانسان فلاح وکامیابی حاصل کر سکتاہے۔